(قسط نمبر ۳) ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی ملتان

ازدواجی تعلقات اور شوہر بیوی کیلئے ضروری تنبیہات و ہدایات

(تنبیہ الزوجین)

محرمات کی تکمیل اور نکاح کی ترغیب:

محرمات میں جو عورتیں شامل ہیں ان میں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہن، باپ کی منکوحہ، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، ساس، بیوی کی لڑکیاں، بیٹوں کی بیویاں، دو سگی بہن، شادی شدہ عورتیں، رضاعی مائیں اور رضاعی بہنیں شامل ہیں۔

ان تعلقات کی حرمت قائم کر کے اسلام نے ان کو صنفی میلان سے اس قدر پاک کر دیا کہ ان رشتوں کی جانب مرد اور عورت تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ایک دوسرے کی طرف کسی قسم کی صنفی کشش رکھ سکیں۔ بے ضابطہ صنفی تعلق کو حرام قرار دے دیا گیا۔ قرآن نے اب ان عورتوں کی حرمت بیان فرما دی جو کسی کے نکاح میں ہوں۔ اس کا نکاح کسی اور سے نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ کہ باقاعدہ طلاق یا بعد وفات شوہر نکاح سے جدا ہو۔ اور عدت طلاق یا عدت وفات پوری نہ ہو جائے۔ اس وقت تک کوئی نکاح نہیں ہو سکتا یہ سب اللہ کے حکم ہیں اور اس کی پابندی ہر مسلمان پر لازم ہے۔

نکاح، طلاق اور مہر کے معاملات ہم الگ موقع پر بحث کریں گے مگر یہاں یہ بات ضرور واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مغربی معاشرہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ امریکہ میں طلاق، نکاح، غیر نکاح کی اولاد، عورتوں کی زچگی کی تعداد پر اگر نظر ڈالی جائے تو آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔

ہم سال ۱۹۹۰ء میں امریکہ میں تھے۔ اپنی ایک تھیسیس مکمل کرنے کے لئے اعداد و شمار محکمہ شماریات اور اسپتالوں سے جمع کئے۔ ملاحظہ کریں۔

۱۹۵۰ء میں غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد چودہ اعشاریہ ایک فی ہزار تھی۔

۱۹۸۸ء میں غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد بڑھ کر چونتیس اعشاریہ چار فی ہزار ہوگئی۔

۱۹۵۰ء میں اسقاط حمل کی تعداد گیارہ لاکھ بارہ ہزار تھی۔

۱۹۸۸ء میں اسقاط حمل کی تعداد بڑھ کر پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار پانچ سو کیاسی ہوگئی۔

ان اعداد و شمار کو دیکھ کر امریکہ میں اس معاشرے کی بے لگام جنسی کرب داختلاط مرد و زن سے پیدا ہونے

والی حالت کا اندازہ کریئے یہ ہے اس ملک کی کیفیت جہاں خواتین کا عالمی دن منانے کی ابتدا ہوئی تھی۔ تا کہ بے لگام عورتیں مردوں کے ساتھ گلچھرے منا سکیں۔ مزید اعداد و شمار ملاحظہ کریں۔

۱۹۸۸ء میں غیر شادی شدہ ماؤں کی اولادیں:

۱۵ سال سے کم عمر کنواری ماؤں کی اولادیں: نو ہزار نو سو سات بچے جن کے باپ کا اندراج نہیں

۱۵ سال سے ۱۹ سال کے درمیان کنواری ماؤں کے بچے...... تین لاکھ بارہ ہزار چار سو نواسی پیدا ہوئے۔ بس ے۔ باپ کا اندراج نہیں...... ۲۰ سے ۳۰ سال کے درمیان کنواری ماؤں کے بچے: پانچ لاکھ سینتالیس ہزار دو سو ستر پیدا ہوئے۔ جن کے باپ کا اندراج نہیں...... ۴۰ سال سے زائد عمر کی کنواری ماؤں کے بچے: چھ ہزار تین سو اکتالیس پیدا ہوئے۔ جنکے باپ کا اندراج نہیں۔

ان کنواری ماؤں میں سے چوّن فیصد گوری مائیں تھیں اور بیالیس فیصد کالی مائیں تھیں۔

یہ سب حرامی بچے تھے۔ جن کے باپوں کا کوئی پتہ معلوم نہیں تھا جواب پل کر جوان ہو گئے ہوں گے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی خواتین ایسا ہی ماحول چاہتی ہیں۔ جہاں غیر مردوں کے ساتھ آزادی کے ساتھ نشست و برخاست ہوتی رہے اور اس اختلاط مرد و زن کے نتیجے میں وہی صورت حال پیدا ہو جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

دورِ جدید کے میڈیا کی عورت

موجودہ دور میں تمدن جدید نے جو مسائل پیدا کر رکھے ہیں ان میں سرفہرست مسئلہ جدید معاشرے میں عورت کی حیثیت ہے۔ جس کو مغربی میڈیا کی دیکھا دیکھی ہمارے ملک کے میڈیا نے بھی حقوق کے نام پر مراعات کو اچھالنا شروع کر دیا ہے کہ بے چاری عورت خود پریشان ہو کر رہ گئی کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ حق تو سب مانگتے ہیں مگر یہ جانتے کہ حق لینے والے کے بھی کچھ فرض ہوتے ہیں۔ مگر میڈیا والے کبھی حق کی بات نہیں کرتے۔ اس طرح فرض اور واجبات کا کالم خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ لہذا دونوں صورتوں میں افراط و تفریط نظر آتی ہے۔ یہ عورت کے ساتھ انصاف نہیں کہ اس کو اس کے اصل دائرکار سے ہٹا کر اس کے فرائض منصبی سے غافل کر دیا جائے۔ اس کا نتیجہ تمدن اسلام کی بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عورت اور مرد دونوں تمدن کی گاڑی کے پہیے ہیں ایک پہیہ پنکچر ہو جائے تو گاڑی نہیں چل سکتی۔

ماہرین حیاتیات:

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا عورت اور مرد جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی حیثیت میں برابر ہیں۔ ظاہر ہے کہ حقیقت ایسی نہیں ہے۔ ماہرین حیاتیات کی تحقیق کے مطابق عورت جسمانی۔ عقلی طور پر مرد کی بہ نسبت کمزور ہے۔ اس

لئے نہیں کہ وہ مرد کی مطیع ہے یا دست نگر ہے بلکہ اس کا وظیفہ طبعی اس سے زیادہ قوت کا متحمل نہیں ہو سکتا جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے۔ لہٰذا عورت مرد کے ہم پلہ بننے کی لاکھ کوشش کرے۔ وہ اس کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا کہ عورت کا دماغ مرد کے دماغ سے جسامت میں چھوٹا ہوتا ہے۔ جس کا اثر عقل و شعور پر پڑتا ہے۔ یہی وہ قوائے عقلیہ کا سرچشمہ ہے جس سے مرد کا پلہ عورت سے بدرجہا بڑھا ہوتا ہے۔ دماغوں کا یہ اختلاف کسی خاص بگہ، قوم یا نسل سے تعلق نہیں رکھتا' بلکہ ہر قوم' نسل' ہر ملک میں موجود ہے۔ اس میں متمدن اور غیر متمدن کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ یورپ امریکہ کے ترقی یافتہ اور شائستہ ترین باشندوں میں ہوتا ہے اور وحشی ترین اقوام میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ ریسرچ بھی امریکہ اور یورپ کے ماہرین حیاتیات نے کی تھی کہ عورت کی عقلی قوت مرد کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہے۔

تمدنی خرابیاں:

امریکہ میں بھی تمدنی خرابیوں پر غور و خوض شروع ہو چکا ہے۔ ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر ایل سی نارش اپنے ایک مقالے میں لکھتا ہے۔ عورت کی حیثیت کو مرد کے مساوی اور تمدنی آزادی کے نظریات و تحریکات کے فروغ کے باعث یورپ اور امریکہ کے ممالک ہیں اور یہاں جو اس سے خوفناک نتائج رونما ہو چکے ہیں ان کا ''گیر بیک'' لگنا ناممکن نظر آتا ہے جن سے افسوسناک حد تک معاشرتی' تمدنی' اخلاقی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ ان سے دانشوران امریکہ پریشان ہیں، ور علاج سے کمی کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔

اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ایک مکمل نظام حیات ہے اور انسان کی ہر شعبہ زندگی میں فکری و عملی رہنمائی کرتا ہے۔ مگر ان کو سفاک لوگوں نے محض نماز' روزہ' عمرہ' حج بیت اللہ کا مذہب بنا دیا ہے۔ ہمارے دینی رہنما حضرات۔ علمائے وقت کو قوم کی اصلاح احوال کی چنداں ضرورت نہ رہی۔ خالی نعروں اور وعظوں سے کام لیتے رہے۔ جذباتی نعروں سے فضا کو مخاصمت اور محاذ آرائی سے دوچار کر رکھا ہے۔ چار سو ایک افراتفری کا عالم ہے جس سے پوری قوم کو شدید اعصابی تشنج اور اندیشہ ہائے سود و زیاں نے لپیٹ رکھا ہے۔ اس تناظر میں ہمارے علماء حق پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے مگر

تکیہ تھا جن پتوں پر وہ پتے ہوا دینے لگے

ہمارے ملک میں بھی تمدنی خرابیاں مغربی لاعلاج تہذیب جدید کا ناسور بن چکی ہیں جو ماہرین سوشیولاجی' آزادی نسواں کے علم برداروں کے اقوال کی روشنی میں اس بے بنیاد نظریئے کو رد کر چکے ہیں۔ یہ تہذیب کی وہ آگ ہے جو مغربی کے ممالک سے اٹھ کر مشرقی ممالک کو جھلسانے لگی ہے۔

آپ یقین کریں کہ اسلام کے قوانین میں ان یہودی' نصرانی اور قدیم قوموں کے تمدنی قوانین کی طرح نہ افراط ہے نہ تہذیب جدید کے قوانین کی طرح تفریط ہے۔ جو عورت کو سبز باغ دکھا کر اس کو گھر سے بے گھر کرنے اور

اس کو در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرنا چاہتی ہے۔ دراصل نہ تو خود مرد ہی اپنی جگہ پر مکمل ہے اور نہ عورت اپنی جگہ پر کامل ہو سکتی ہے۔ بلکہ ان دونوں کے ملاپ ہی سے ایک کامل وجود عمل میں آتا ہے۔ علامہ فرید وجدی کی کتاب 'مسلمان عورت' میں عمدہ بات لکھی ہے وہ لکھتے ہیں ''عورت کو وہ قوتیں عطا کی گئیں ہیں جو اس کے قدرتی فرض کی انجام دہی میں مددگار ہیں اور مرد کو جسمانی وعقلی قوی کی وہ طاقت بخشی گئی ہے جو اسے تمدنی فرائض کی بجا آوری کا ذریعہ بناتی ہے۔ پس اس حیثیت سے دونوں جنسوں کا درجہ مساوی ہے اور دونوں نظام کائنات میں برابر کا حصہ رکھتے ہیں۔

عورت اور تلاش معاش:

عورت بیوہ ہونے کی صورت میں یا شوہر کی تنگ دستی کی یا کسی بہت ہی مجبوری کی بناء پر تلاش معاش کر سکتی ہے یا جبکہ عورت کا کوئی کفیل اور سہارا موجود نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی حکیمانہ شریعت میں اس باب میں کسی قسم کی ممانعت نہیں آتی بلکہ صحابہ کرام اجمعین کے بعض واقعات کی روشنی میں کافی رہنمائی مل جاتی ہے مگر یہ نہیں کہ اس شخص یا انفرادی ضرورت کو پوری قوم پر اجتماعی حیثیت سے مسلط کر دیا جائے۔ مگر کسب معاش حاصل کرنے کی صورت میں بھی عورت پر دو قسم کی پابندیاں عائد ہوتی ہیں ایک یہ وہ اپنے اصل دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے گھر' اپنے شوہر' اپنے بچوں کے حقوق ادا کرتی رہے۔ دوسرے اسلامی ضابطہ اخلاق کے مطابق تمام تہذیبی وتمدنی پابندیوں کو اپنے اوپر عائد کرتی ہو۔

کسب معاش کا میدان:

عام طور پر دیکھا یہی گیا ہے کہ وہ عورتیں جو آج کل معاشی میدان میں کود کر مردوں کے شانہ بہ شانہ مردوں کی مسابقت کر رہی ہیں وہ تمام اسلام کی ضابطہ حیات سے آزاد ہو جاتی ہیں اور گھریلو ذمہ واریوں سے آزاد ہو جاتی ہیں جسکی وجہ سے طرح طرح کے معاشرتی مفاسد پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا چکر ہے جس میں عورت پھنس کر عورت' عورت نہیں رہتی۔ کیونکہ معاشرے میں وہ مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ جو تمام فتنوں کی جڑ ہوتی ہے۔ اسلام کی اصل بنیاد عورت کیلئے پردے اور حجاب میں رہنے کا حکم ہے اور ہر قسم کے غیر محرم اور اجنبی مردوں سے میل جول قائم کرنے کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو آزادانہ کسب معاش سے روکتا ہے۔

اسلام کسب معاش کی ذمہ داری مرد پر ڈالتا ہے۔ کیونکہ عورت حجاب و پردے میں رہتے ہوئے دیگر اخلاقی و معاشرتی حدود وضوابط کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے دفتری فریضے یا کاروباری امور صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتی۔ عورت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ پردہ اس کے لئے کوئی ذلت کی بات نہیں ہے۔ اور نہ اس کے قید ہونے کی علامت ہے بلکہ پردہ تو اسکے تحفظ و ناموس کے لئے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم قبل ازیں اختلاط مرد و زن کے مہلک نتائج بتا چکے ہیں کہ امریکہ میں اس اختلاط مرد و زن کے نتیجہ میں کس قدر تعداد میں حرامی بچے پیدا ہوئے اور

ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں عورتیں اسقاط حمل کراتی ہیں۔ یہ تو امریکہ کی عورتوں کا نارمل عمل ہے جس کو ہمارے ملک میں بھی خواتین آزادی نسواں کے جھنڈے لے کر لانا چاہتی ہیں۔

عورت کا حقوق:

اللہ کے رسول ﷺ اپنی وفات سے قبل جبکہ زبان بھی پورا کام نہیں کر رہی تھی عورت کے حقوق کے بارے میں تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

۱۔ فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، یہ تمہارے تصرف میں اللہ کے حکم سے ہی آتی ہیں۔

۲۔ فرمایا کہ جو شخص اپنی بدمزاج بیوی کے تکلیف دہ رویہ کو برداشت کریگا حضرت ایوبؑ کے صبر کے برابر ہوگا۔

۳۔ فرمایا کہ جو بیوی اپنے بدمزاج شوہر کی ناگوار باتوں پر صبر کرے گی اسے حضرت آسیہؓ کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔ (حجۃ الاسلام۔امام غزالی احیاء العلوم ج۔۲)

تعلیم نسواں:

یہ مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہے مگر یہیں مجھے اس سے بھی استنباط کر کے ایک مضمون بیان کرنا مقصود ہے۔ بات یہ ہے کہ عورتوں میں بھی علم دین کے جاننے والیاں ہونے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے عورتوں کی اصلاح اور آب یاری آسانی سے ہو سکے۔ کیونکہ مردوں سے علم حاصل کرنے میں عورتوں کی پوری طرح اصلاح نہیں ہو سکتی۔ پہلی بات جو حائل ہونے کا سبب ہے کہ زیادہ سے زیادہ آٹھ نو سال کی لڑکی کو بعد ازاں پردے کی ضرورت ہے اور اسی عمر کے بعد قرآن کی تعلیم مکمل ہو بھی جائے تو بھی کتنی ہی باتیں ہیں جن کی ترجیح معلومات طلب ہوتی ہیں جو لڑکی کو بلوغت میں قدم دھرنے کے بعد ضروری ہیں۔

عورتوں کی دینی تعلیم نامکمل ہونے کا مردوں پر بھی اثر پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو آئندہ مرد بنتے ہیں اور ان پر ماؤں کے اخلاق و عادات کا برا اثر پڑتا ہے۔ اور لڑکی کی تربیت کے لئے ماں ناگزیر چیز قدرت نے بنائی ہے اس لئے ہمیں ایک ایسی ماں کی ضرورت از بس ضروری ہے جو دین کی باتیں جانتی ہو۔ آج جس لڑکی کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں گے کل وہی ماں بن کر اپنی گود میں ایسے بچے پال سکتی ہے جو پردہ میں رہ کر بقدر ضرورت دین کی تعلیم دے سکیں۔ اور اصلاح اولاد اور اصلاح امورِ خانہ داری انجام دے سکیں۔

دل درد آشنا:

اسلام کے سوا یہ بات کسی مذہب میں نہیں کہ توحید اور کلام اللہ اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔ تمام ترقی یافتہ کہنے والے ممالک کے لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ چاند اور ستاروں کو مسخر کرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو راحت و سکون نہیں ملا۔ اس کی کیا وجہ ہے ان کے قلب ہنوز بے چین ہیں۔ پھر بعض نے علی الاعلان متعین کر دیا کہ ہمارے اندر مذہب کی

کمی ہے اور بعض ابھی تک ''انگشت حیرت درو ہاں'' آسمان کو تک رہے ہیں۔ گو یہ لوگ متعصب نہیں مگر تلاش معاش میں گئے ہیں کیا پتہ ایک دن ان میں بھی حق واضح ہو جائے۔ جو صمیم قلب سے مسلمان ہو گئے۔ ان کا مقولہ ہے کہ ہم کو اسلام لا کر وہ اطمینان نصیب ہوا اور وہ چین حاصل ہوا جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

دو واقعات ہم ضرور آپ کو سنا دیں جو حیرت انگیز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ پہلا واقعہ حضرت اشرف علی تھانویؒ صاحب نے سنایا تھا ایک امریکن جو ریکارڈ (گراموفون کے ریکارڈ۔ یہ واقع تقریباً ایک سو سال پرانا ہے) تیار کرتا تھا۔ ایک دن مسلمانوں کی ''اذان'' کو ریکارڈ کرنے کا تہیہ کیا اس کا یہ عمل صرف تماشے کی غرض سے تھا کہ اپنے ملک میں جا کر سب کو مسلمانوں کی ''چیخ و پکار'' یعنی ''اذان'' سنائے گا مگر کمال ہو گیا۔ جب ریکارڈ تیار ہو گیا۔ وہ انگلینڈ لے گیا اور ''ہز ماسٹر وائس کمپنی'' میں اس کے آخری مراحل مکمل ہو گئے تو اب وہ ریکارڈ سن کر ایسا ہو گیا کہ وہ ریکارڈ کسی کو دینے کو تیار نہ ہوا۔ اور تمام دن ''اذان'' سنتا رہتا۔ دفتر اور گھر والے اسے پاگل کہنے لگے۔ اس کا نام ڈیوڈ تھا چند ماہ بعد وہ خود ''اذان'' دینے لگا اور اپنا نام ''داؤد'' رکھ لیا۔

ایک اور واقعہ آج سے تیس سال قبل کا ہے جب ایک امیر کبیر (امریکن) لڑکی امریکن معاشرے میں پلی بڑھی اور آخر ایک دن قرآن پڑھ کر مسلمان ہو گئی اس کی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے ملاحظہ کریئے:

امریکی عورت کی دلگداز کہانی:

یہ لڑکی ۱۹۴۵ھ میں لاس اینجلس میں پیدا ہوئی۔ اس کے والد نہایت کٹر پروٹسٹ عیسائی تھے۔ اس ماحول میں مذہبی ماحول میں ڈھل جانا عجب نہ تھا اسکول میں زیر تعلیم رہی تو غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی اور ''وومین لبریشن مومنٹ'' (تحریک آزادی نسواں) کی زبردست کارکن رہی۔ خوش شکل ہونے کی وجہ سے ماڈلنگ کا پیشہ اختیار کر لیا۔ بڑا پیسہ کمایا بڑا نام ہوا۔ (اس طرح آزادی' بے حیائی' بے شرمی میں نہ جانے کہاں تک پھنس گئی) اچانک اس کی زندگی سے سکون اور چین رخصت ہو گیا اور ماڈلنگ کا پیشہ ترک کر دیا۔ پھر مذہبی اداروں میں مذہبی تبلیغ کو شعار بنا لیا۔

اسلام سے رغبت کا آغاز:

تیس سال کی عمر میں اس لڑکی نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ اس کی کلاس میں مسلمان لڑکے کافی تھے مگر اسے مسلمانوں سے سخت نفرت تھی۔ بچپن سے اسے یہی بتایا گیا تھا کہ مسلمان' جاہل' غیر مہذب' پس ماندہ' عورتوں کے معاملہ میں شوقین اور کئی کئی شادیاں کر لیتے ہیں۔ مگر اپنی کلاس میں اسے تجربہ منفرد ہوا کہ مسلمان طالب علموں کا رویہ لڑکیوں کے ساتھ بہت مختلف تھا وہ زیادہ 'مکس' (Mix) نہیں ہوتے تھے یعنی بے تکلف نہیں ہوتے تھے۔ اور جب بھی ان کے ساتھ عیسائیت کی خوبیاں بیان کی جاتیں تو وہ لوگ احترام سے سنتے اور بحث مباحثہ کی بجائے مسکرا کر خموش

ہو جاتے۔

وہ لکھتی ہے کہ پھر اس نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا تا کہ مسلمانوں کو بحث پر آمادہ کر سکے اور اسلام کے مذہب کی خرابیاں بیان کر سکے۔ اس کیلئے اس نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ خریدا۔ مگر عجب بات ہوئی کہ جوں جوں قرآن پڑھتی اس کی باتیں دل اور دماغ میں جاگزیں کرنے لگیں۔ پھر اس نے تاریخ اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے مطالعہ سے اسلام کے بارے میں اس کا نقطہ نظر جو صریحاً ناانصافی پہ مبنی تھا تبدیل ہو گیا۔ آخر کار اس نے ڈینور DANVER کے امام مسجد کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا' انہوں نے اس کا نام امینہ رکھ دیا۔

امریکہ میں عورت کا مقام:

وہ لکھتی ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اس ایٹمی دور میں بھی عورت کا مقام اب بھی دوسرے درجے پر ہے۔ وہ مردوں کے برابر کام کرتی ہے مگر معاوضہ ان سے کم ملتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ عدم تحفظ کا شکار رہتی ہے۔ پندرہ برس کی عمر کے بعد والدین بھی اس کی کفالت نہیں کرتے اور پیٹ بھرنے کے لئے اسے خود ملازمت ڈھونڈنی پڑتی ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اگر خود نہ کماؤ تو والدین یا شوہر اس کو روٹی کھلانے پر راضی نہیں ہوتے۔ شادی شدہ عورت کو ہر وقت طلاق کا خوف رہتا ہے اور طلاق کے بعد نہ والدین نہ بھائی اس کا غم بانٹتے ہیں بلکہ بچوں کی ذمہ داری بھی ماں کے سپرد ہوتی ہے جس کے لئے سابق شوہر بمشکل تیس فیصد خرچ برداشت کر لیتا ہے۔ یعنی اوسطاً پچاس ڈالر بچہ کو ملتے ہیں جس سے بچے کا جوتا بھی نہیں آتا۔

اسلام میں عورت کا مقام:

آگے چل کر بیان کرتی ہے اس کے برعکس اسلام میں طلاق پسندیدہ فعل نہیں ہے اور اس عورت میں اولاد کی کفالت کا ذمہ دار مرد ہے۔ اس ناپسندیدہ فعل کو مسلمان پسند نہیں کرتے۔ اور شادی کے وقت ایک مخصوص رقم مہر کی صورت میں شوہر نقد یا بوقت طلاق عورت کو دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

اسلام میں خاوند کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی شریک حیات کے ساتھ بہتر سلوک روا رکھے اسکی غلطیوں کو معاف کرتا رہے اور خوش خبری دی گئی کہ جو باپ محبت اور شفقت سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا رہے اسکو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

پاکستان کی عورتوں سے خطاب:

یہی محترمہ امینہ ۱۹۹۰ء میں ''انٹرنیشنل یونین آف مسلم ڈومن'' کی عالمی کانفرنس میں شرکت کے لئے پاکستان آئیں تھیں اور انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات' لاہور کالج برائے خواتین کی طالبات کو خطاب فرمایا۔

محترمہ نے تکرار کے ساتھ خواتین کو سمجھایا کہ حجاب میں عورت قابل عزت واحترام زیادہ ہوتی ہے۔عورتکی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش کرے اور شوہر کو خوش رکھے۔انہوں نے کہا کہ بڑے دکھ کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں نے اپنے قیام کے دوران یہی دیکھا کہ یہاں کی عورتین بھی امریکی معاشرے کی طرح اسی رنگ میں رنگی جارہی ہیں ۔جن کے نتائج بڑے ہولناک ہیں ۔امریکی لوگ تو لادین ہیں ۔مگر پاکستان میں تو مسلمان معاشرہ ہے ۔یہاں ایسا کیوں ہورہا ہے ۔اس ملک میں بھی یورپی خواتین کی نقالی میں یہاں کی عورتیں بے حجاب ہورہی ہیں۔ماڈرن ازم کی دلدادہ ہورہی ہیں میں آپ کو وارن (انتباہ) کرتی ہوں کہ آپ یورپ کے معاشرے کی تقلید نہ کریں۔وہاں کی خواتین نے آزادی اور مساوی حقوق لئے مگر ان کو در بدر کی ٹھوکریں ملیں ۔انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں مردوں سے مسابقت کا انداز اختیار کیا اور نسوانیت کو ترک کر کے مردوں کی روش اپنالی۔مگر انہیں کیا ملا؟

آج یورپ امریکہ میں عورت سے زیادہ مظلوم کوئی نہیں ۔ وہ فحاشی' عریانی اور عدم تحفظ کا شکار ہے اور جو نسوانیت اس کے پاس تھی گنوا بیٹھی۔صبح صبح دفتروں کو بھاگتی ہے دو گھنٹے بھاگ دوڑ کر دفتر پہنچی ہے وہاں دن بھر اپنے باس (آفسر) کے اشاروں پر ناچتی ہے۔آفیسر کو خوش رکھنا..........اس کی نوکری کی ضرورت ہے۔امریکی خواتین کے بچے ''ڈے کیئر سینٹروں'' میں پلتے ہیں۔ جہاں وہ عدم توجہی کا شکار ہو جاتے ہیں اور زیادہ تر نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں ان پر مجرمانہ حملے بھی ہوتے ہیں۔والدین کی شفقت' نگہداشت سے محروم یہ بچے عموماً منشیات کے عادی ہو جاتے ہیں اور ان کے علاوہ وہاں جنسی بیماریاں' سوزاک' آتشک کے علاوہ' مہلک بیماری ''ایڈز'' عام ہے۔جس میں ذہنی انتشار اور ماں کی محبت نہ ملنے کے منہ بولتا ثبوت ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ پاکستانی خواتین جو اس معاشرے کو آئیڈیل سمجھتی ہیں یہ ان کی بھول ہے۔(ماخوذ۔ہمیں خدا کہاں ملا۔ڈاکٹر عبدالغنی)

جنتی عورت

۱۹۷۲ء یا ۱۹۷۳ء میں ایک عمر رسیدہ محمد شریف میرے پڑوسی تھے۔ڈیرہ اسماعیل خان کے کسی قصبہ کے رہنے والے تھے ایک دن انہوں نے ایک واقعہ سنایا تھا جو اس وقت حیرت انگیز لگا۔مگر آج اس واقعہ کے خدوخال پر غور کرتا ہوں تو کانپ کر رہ جاتا ہوں۔محمد شریف اس وقت نویں کلاس میں پڑھتے تھے اور بارہ چودہ سال کے ہوں گے۔ ان کے بقول جنگ جرمن جاری تھی۔یعنی ۱۹۴۵ء سے قبل کا واقعہ ہے ان کے موضع کے قبرستان میں زمین کا تنازعہ ہوا۔ کسی نے ہل چلا کر قبریں مسمار کردیں اور زمین زرعی میں شامل کرنے کی کوشش کی۔اسی دوران ایک قبر ملی جس میں سے لاش نظر آئی لوگوں نے تجسس میں قبر صاف کرنے کی کوشش کی تاکہ قبر درست کردی جائے۔دیکھا تو ایک لاش سامنے تھی جس کا اجلا اجلا کفن بھی میلا نہ ہوا تھا۔لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس متنازعہ زمین میں تو دس پندرہ سال سے کوئی مردہ دفن ہی نہیں ہوا۔ایک شخص کہنے لگا کہ اس نے یہاں اس ٹوٹی پھوٹی قبر پر فلاں بوڑھے کو آتے جاتے دیکھا تھا۔مگر اب وہ

بیماری کی وجہ سے عرصہ سے نہیں دیکھا۔ کچھ دردمند لوگ بھاگ کر گئے اور گاؤں میں سے ایک بوڑھے کو پکڑ کر لے آئے۔ جب اس نے قبر دیکھی اور لاش سے کفن ہٹا کر دیکھا دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور لاش کو لپٹ کر پیار کرنے لگا لوگوں کے اسرار پر اس بوڑھے نے اس طرح واقعہ سنایا۔

پچاس سال پہلے اس کے باپ نے اس کو شادی کرنے کو کہا باپ کو تو صاف لفظوں میں تو نہ کہہ سکا کہ وہ شادی کے قابل نہیں تھا' ٹالتا رہا' آخر والد کی ضد کے آگے اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور شادی ہوگئی۔ شادی کی رات اس نے بیوی کو صاف صاف بتادیا کہ وہ شادی کے قابل نہیں۔ اب اس کی مرضی ہے کہ اگر جانا چاہتی ہے تو چلی جائے۔ عورت نے سب واقعات سن کر کہا کہ جو اللہ کی طرف سے اس کی قسمت میں جو تھا مل گیا۔ ممکن ہے یہ میرا امتحان ہو۔ میں آپ کی بیوی ہوں آپ کا گھر اب میرا گھر ہے میں واپس نہیں جاؤں گی۔ میری ماں نے کہا تھا اب ڈولی اس کے گھر سے اٹھی رہی' جنازہ تمہارے میاں کے گھر سے اٹھے گا۔

اس نے بتایا کہ اس کا باپ اور بیوی گھر میں رہتے اور وہ محنت مزدوری کرنے گھر سے باہر چلا جاتا۔ ایک دن باپ بھی مرگیا۔ اس کے بعد جب وہ شخص مزدوری کو جانے لگا تو بیوی بولی اب تم گھر سے نکلا کرو تو گھر کے باہر تالا لگا کر جایا کرو تاکہ تمہارے پیچھے گھر میں کوئی نہ آسکے۔ وہ بولا کہ وہ گھر میں بیوی کو بند کر کے محنت مزدوری کو جاتا رہا۔ سمجھ گیا کہ اس طرح اس پاک عورت پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے گا کہ گھر میں اس کے پیچھے کوئی آتا جاتا ہے۔ اس دوران نہ کبھی اس عورت نے طعنہ دیا' نہ لڑی' نہ اس سے بے رخی برتی۔ بلکہ جب واپس آتا تو روٹی پکا کر' گھر صاف کر کے' کپڑے دھو کر اس کا انتظار کرتی ہوتی۔ اس طرح بیس برس گزار کر وہ عورت مرگئی اب اس واقعہ کو تیس سال گزر گئے۔ مگر اس نہ حلا سکا روز قبر پر آتا' دعا مانگتا اس کی بخشش کی بلند مراتب کی۔ اب عرصہ سے بیماری بڑھاپے کی وجہ سے آنا مشکل ہوگیا۔ روتے ہوئے بولا لوگو! دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس صابر عورت کے کتنے مراتب بلند کیئے' تیس برس میں اس کا کفن تک میلا نہ ہوا۔ اس کا چہرہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسے ابھی سوئی ہے۔ سب لوگوں نے اس جنتی عورت کا چہرہ دیکھا۔

سب لوگوں نے مل کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کردیا۔ نماز جنازہ پڑھ کر ایک اور اسی دن نماز جنازہ پڑھنی پڑی وہ اس کے اس بوڑھے مزدور شوہر کی تھی جو اس عظیم عورت کا شوہر تھا۔ پچاس ساٹھ سال پہلے کی یہ داستان مٹی میں مل گئی۔ ہم سب بھول گئے مگر اللہ تعالیٰ کے کمپیوٹر ڈسک میں اس کی ''سی ڈی'' موجود ہے۔

آئینے کا ایک رخ:

آپ کو آئینے کا دوسرا رخ دکھائے دیتے ہیں جو لوگ مساوات زوجین کے علم بردار ہیں انکو اس زبوں حالی کی ایک جھلک دیکھ لینے میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر آپکی بیگم صاحبہ آپ سے مساوات کا دعویٰ رجال ونساء کر ڈالے اور مقابلہ میں آکر سوال جواب کرے تو سچ بتائیں کیسا لگے گا۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اسکے اہل وعیال اسکے تابع ہوں۔ ازواج

کے دعوے دیکھیں۔ ارے بیبیو سوچو ذرا۔ امامت تمہاری جائز نہیں۔ میراث۔ شہادت۔ ولایت وغیرہ میں ہر طرح مردوں سے پیچھے ہو۔ نماز باجماعت میں اگر تم کسی مرد کے برابر کھڑی ہو جاؤ تو نماز فاسد ہو جاوے گی۔ جب عبادت میں مساوات نہیں۔ جس میں زیادہ عقل کی ضرورت نہیں تو ایسے معاملات میں کہ جن میں عقل وفہم درکار ہو کیسے برابر ہو سکتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ کی اجازت ملتی تو اللہ کے علاوہ شوہر کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا

مگر افسوس! تمہاری یہ حالت ہے کہ خاوند سے دبنا نفس کے خلاف ہونے سے عار سمجھا جاتا ہے۔ تم کو دین کا پتہ نہیں۔ تم اس کو صرف سمجھتی ہو کہ وظائف کی کتاب خرید کر وظائف' تسبیحات پڑھتی رہو۔ بیبیو وظائف۔ تسبیحات کا مرتبہ شوہر سے پیچھے ہے۔ فرض نماز کے علاوہ' شوہر کی بغیر اجازت یہ جی نہیں کر سکتی ہیں۔ ہم نے اوپر ڈیرہ اسماعیل خان کی ایک عورت کے حالات زندگی بیان کئے۔ خدارا اس واقعہ کو پڑھیں اور اپنی سہیلیوں اور عورتوں کو سنائیں۔

عورت کا ذکر قرآن میں:

جس طرح مردوں کو کمال دین حاصل کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کا حکم حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وہ حکم عورتوں کے لئے بھی مشترک ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے ایک مرتبہ عورتوں کی جانب سے یہ مسئلہ اس لئے درپیش تھا کہ وہ صاحبِ زبان تھیں ہماری طرح عربی نہیں جانتی تھیں۔ وہ عربی زبان میں مذکر و مونث کے صیغوں سے بھی واقف تھیں وہ عورتیں کتنی عظیم تھیں۔ ہمارے اس زمانے کی عورتیں ہوتیں تو کہتیں۔ اچھا ہوا! ہم ان احکام سے بچ گئے یہ تو مردوں کے لئے ہیں۔ مگر اس زمانے کی عظیم مستورات کو اس کا وہم بھی نہیں ہوا اور جانتی تھیں کہ یہ احکام سب کے لئے کامن ہیں۔ گو لفظاً بعض خطاب قرآن خاصِ مردوں کے لئے ہیں۔ بعض عورتوں کے ہی لئے مخصوص ہیں۔ اس پر بھی ان کی تمنا تھی کہ عورتوں کو جدا کر کے بھی خطاب فرما دیا جائے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کو اپنے احکام سے مخاطب کرنا ایک بڑا شرف ہے جو مردوں کو حاصل تھا۔ تو ازواج مطہرات کی یہ خواہش اور عام مستورات کی بھی یہی تھی کہ ہم اس شرف سے محروم نہ رہ جائیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فاستجاب لهم ربهم انى لا اضيع عمل عامل منكم من ذكر او انثى بعضكم من بعض (العمران۔۱۹۵)

یعنی احکام میں کسی کی کچھ تخصیص نہیں جو کوئی بھی عمل کرے مرد ہو یا عورت سب کو اجر ملے گا۔ اور کسی کا عمل ضائع نہیں ہوگا۔

بعض مقامات پر مردوں اور عورتوں دونوں کو خطاب مخلوط طور پر مگر صاف الفاظ میں کیا گیا۔

ان المسلمين والمسلمات والمومنين والمومنات والقنتين والقنتات والصّدقين والصّدقات والصبرين والصبرت والخشعين والخشعت

والمتصدقین والمتصدقت والصا ئمین والصائمت والحافظین فروجھم والحفظت والذاکرین الله کثیرا والذکرت اعدالله لھم مغفرة واجراً عظیما۔ (الاحزاب۔ ۳۵) ترجمہ: بیشک مسلمان مرد مسلمان عورتیں' ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں' اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں' راست باز مرد اور راست باز عورتیں' صبر کرنے والے مرد صبر کرنے والی عورتیں' اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں' خیرات دینے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں' روزہ رکھنے والے مرد' روزہ رکھنے والی عورتیں' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں' خدا کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں' ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم رکھا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں مردوں کا ذکر اور عورتوں کا دونوں کو دوش بدوش کیا گیا ہے۔ دیکھ لیا جائے کہ مشترک احکام میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے مرد اور عورتوں کے لئے کچھ تخصیص نہیں۔

البتہ جہاں تخصیص کی ضرورت ہوئی وہاں صرف عورتوں کو ہی مخاطب کیا گیا۔ ان کے واسطے جدا صیغے استعمال کئے گئے تاکہ ان کی تسلی ہو اور ایجاز کلام طول نہ پکڑے۔ ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ یاایھا النبی قل لازواجک .... سراحاً جمیلاً (الاحزاب۔ ۲۸)

۲۔ ینسآء النبی من یات .... علی الله یسیرا (الاحزاب۔ ۳۰)

۳۔ ینسآء النبی لستن .... قولاً معروفاً (الاحزاب۔ ۳۲)

خطاب کا قرآنی اعجاز:

"یاایھا الذین امنو قوا انفسکم و اھلیکم ناراً" (التحریم۔ ۶)

اس ایک آیت کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ دیکھ لیجئے کہ ایمان والوں (یعنی ہمارے اور آپ کیلئے) صاف صاف حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے خود بھی بچے اور اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ۔ تو اس کا مطلب بھی وہی ہوا۔ "الرجل راع علی اھل بیتہ" کہ مرد اپنے گھر والوں کی اصلاح کے ذمہ دار ہیں۔ قرآن پاک میں جن الفاظ میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے اس میں رجال کی بھی تخصیص نہیں۔ بلکہ "یاایھا الذین آمنوا" میں تغلیباً عورت بھی داخل ہے۔ عورتوں کو عموماً بلکہ مستقلاً خطاب کی ضرورت نہیں پڑی بلکہ مردوں کے ساتھ تبعاً ان کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ تو جہاں بھی ہے اس قاعدے کے مطابق لازم ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں اور اولاد کو جہنم کی آگ سے بچائیں۔

آپ خوب سمجھ لیں کہ قرآن اور حدیث میں مردوں اور عورتوں کے متعلق جو حقوق ہیں ان کے بارے میں دونوں سے ضرور باز پرس ہوگی۔ دونوں ان احکام کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے رہے۔ غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ نہ تو

مردان حقوق کو ادا کر رہے ہیں اور نہ عورتیں! ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے آپ نے کیا کیا؟

المراۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ وھی مسئولۃ عنھم (متفق علیہ)

حقوق خانہ داری:

مردوں نے تو عورتوں کے یہ حقوق غیر دانستہ طور پر سمجھ رکھا کہ انہیں کھانے کے لئے روٹی، پہننے کے لئے کپڑا اور رہنے کے لئے مکان کا انتظام کردیا جائے۔ بیمار ہوگئیں تو دوا دارو کردی۔ عورتیں اپنے ذمہ یہ حقوق سمجھتی ہیں کہ کھانا پکا دیا، گھر صاف کردیا اور کپڑے دھودیئے یا دھلوادیئے۔ اور گھر کا سامان جھاڑ پونچھ کر رکھ دیا۔ اگر بچہ ہے تو اس کی دیکھ بھال کرلی۔ اور اگر گھر میں ملازم ہے تو پھر اس کے سپرد انہیں خبر نہیں کہ بچہ پیشاب پاخانے میں لت پت ہے کھانے کو اسے دیا یا نہیں۔ جب خیر سے شوہر کے گھر آنے کا وقت ہوا جلدی سے اٹھیں نوکر پر چیخ پکار کی۔ اگر نوکرانی ہے کھانے کو ٹھیک ٹھاک کرانے کا حکم دیا اور غسل خانے میں تیار ہوکر شوہر کا استقبال کیا۔

مردوں کی کیفیت اور غفلت:

عورتوں کو گلہ ہے ''مرد کو گھر کا حاکم'' بنادیا گیا ہے۔ دیکھئے اب یہ کیسا حاکم ہے! ساٹھ ستر سال پہلے تک کا مرد اور تھا آج کے مرد اور اس مرد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مرد رات کو عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر سوتا تھا۔ علی الصبح اٹھ کر فجر کی نماز مسجد میں پڑھنے جاتا۔ گھر واپس آتا تو دیکھتا بیوی چوکی پر مصلے پر بیٹھی تسبیح و تحلیل میں مصروف ہوتی۔ آج کا مرد اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رات بارہ بجے تک ٹی وی کے تمام چینل ختم کر کے دن چڑھے اٹھتا ہے۔ بیگم صاحبہ رات کی تھکان دیر تک اتارتی رہتی ہیں۔ اٹھ کر نوکروں پر چیخ و پکار گھر بھر کو احساس دلاتی ہیں کہ بیگم صاحبہ اٹھ گئیں۔ اس طرح مرد اپنے ذمہ بیوی بچوں کے لئے صرف دنیاوی حقوق کی ادائیگی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ان کے ذمہ دین کا بھی کوئی حق ہے۔ عشاء، فجر کی نمازیں نہ خود پڑھتے ہیں نہ بیوی بچوں کو پڑھنے کا حکم دیتے۔ آپ دیکھئے مرد کتنا اپاہج حاکم ہے؟

دفتر سے واپس گھر میں گھسے اپنی میک اپ زدہ بیوی کو دیکھ کر خوش ہوگئے۔ پوچھا کھانا تیار ہے۔ بیوی نے جنبش ابرو سے کہہ دیا کہ ہاں۔ خوش ہوکر اشاروں میں اپنے دل کی بات کہہ دی۔ بیوی نے خم گردن سے ہاں کہہ دیا دونوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ ابھی ظہر یا عصر کی نماز پڑھنی ہے۔ انصاف کریئے کہ اگر دوپہر کا کھانا صاحب کی واپسی تک تیار نہ ہوتو آپ کیا طوفان برپا کردیتے۔ گھر میں کیسا کہرام برپا ہو جاتا۔ نوکر چاکر سب لعن طعن جو بیگم صاحب پر ہوتیں سب تماشہ دیکھتے۔ مگر ظہر کی نماز کے بارے میں جو آپ کو معلوم ہے کہ نہ آپ پڑھی نے بیوی نے نہ بچوں نے نہ نوکروں نے تو آپ نے پوچھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ اگر کسی کی بیوی عمر بھر نماز نہ پڑھے تو بھی بہت سے مردوں کو خیال نہیں آتا اگر بہت زیادہ دیندار بھی ہیں تو چلتے پھرتے کبھی بیوی کو کہہ دیا کہ بھئی آپ لوگ نماز پڑھا

لریں۔نماز نہ پڑھنے پر آپ میں سے کوئی اپنے بوی بچوں پر ناراض ہوا۔سوچئے ذرا! اگر کھانا کھاتے وقت آپ کھانے میں نمک زیادہ محسوس کریں تو غصہ میں آنکھیں نکال دیں گے۔کھانا چھوڑ دیں گے اگر ہر مرتبہ اسی طرح نمک زیادہ ہو جائے تو پلیٹ اٹھا کر پھینک دیں گے۔بیوی لاکھ عذر کرے مگر آپ غصہ میں لا پیلے ہوتے رہیں گے مگر آپ کی بار بار فرمائش پر بیوی نماز نہ پڑھے تو آپ کیا کریں گے؟ بس یہی ایک مرتبہ ٹوک کر خوش ہو جاتے ہیں۔سوچتے ہیں کیوں بیکار بات پر بیوی سے ناچاقی کرے۔بیوی سے اگر کوئی پوچھے آپ کا میاں کیوں ناراض ہے تو وہ کہے گی کہ یونہی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ان کی عادت ہے یہ تو میں ہوں جو نباہ کر رہی ہوں۔جناب سوچئے! آپ کے نزدیک نماز کی اہمیت تو ہانڈی میں نمک سے بھی بہت کم ہے آپ کا بچہ مدرسہ نہیں گیا' آپ کو خبر ہوئی آپ مرنے مارنے کو تیار ہو گئے۔کہیں گے' اب بڑے ہو کر گھاس کھودے گا۔پڑھے لکھے گا نہیں تو بڑا آدمی کیسے بنے گا۔مگر نماز کے بارے میں ناراض نہیں ہوں گے۔اگر بیوی بچوں کے بارے میں کوئی کہے کہ یہ نماز نہیں پڑھتے تو آپ جواب دیں گے کہ میں تو کہہ کہہ کر تھک گیا' کیا کروں؟ مگر ہانڈی میں نمک کی زیادتی کو کبھی نہیں کہتے کہ بیوی ہانڈی بدمزہ کر دیتی ہے میں کیا کروں؟ ہم جانتے ہیں جو آپ اس کے ساتھ کریں گے۔

عورت کیسی محکوم ہے۔

قرآن اور حدیث سے ثابت کیا جا رہا ہے کہ عورت محکوم ہے اور مرد گھر کا حاکم ہے مگر آپ دیکھ لیں کہ وہ ایسی محکوم نہیں جیسے کوئی ملازم ہے یا آپ کا کوئی غلام یا باندی ہے کہ سر بہ مہر ہے اور صرف آپ کے آگے جی سرکار کہنے اور کر کے دکھانے کے علاوہ اور کوئی بات اسے نہیں آتی۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ایک اچھی بیوی آپ کے برے وقت کی ساتھی ہے۔بیماری' ناداری' مفلسی میں بھی ساتھ رہتی ہے۔اس کا ساتھ آپ کے ساتھ وابستہ ہے اور جنم جنم کا ساتھی ہوتا ہے اس کو بھی تھوڑا بہت بولنے کا کچھ حق ہوتا ہے۔جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت باندی کی طرح محکوم ہے یہ ان کی خام خیالی ہے۔یہ بات ''کامن سنس'' کی ہے کہ جسے بولنے کا حق ہوتا ہے یعنی پڑوس کی عورت کی طرح نہیں۔بلکہ ایک بیوی کی طرح اس کے بولنے میں ایک خاص ناز و انداز ہوتا ہے جس میں پیار گھلا ہوتا ہے یعنی مجھے مناؤ! میرا نخرہ اٹھاؤ۔ میں تمہارا دم بھرتی ہوں تو میرا ناز نخرہ بھی تم اٹھاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض مرتبہ ازواج مطہرات (ہم جن کے جوتوں کی خاک کے برابر نہیں) کبھی کبھی ناز میں آکر برابر کے دوستوں جیسا سلوک بھی کر لیتی تھیں۔رائے اور خیال آرائی بھی ہو جاتی تھی۔حضور کی برابری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا مگر تکرار بھی ہو جاتی تھی۔مگر حضور ﷺ نے اپنی بیویوں پر رعب نہیں ڈالا اور یہ واضح رہے کہ جہاں تک احکام کا تعلق ہے کسی زوجہ محترمہ نے کبھی آپ کی مخالفت نہیں کی۔آپ واقعہ افک پر غور کریں پورا واقعہ تفصیل طلب ہے۔مختصر یہ کہ جب حضرت عائشہؓ بہت غمگین تھیں۔بدنامی الگ ہو رہی تھی۔حالانکہ آپ فرما چکی

تھیں کہ آپ بے گناہ ہیں اور پاک ہیں مگر حضورﷺ خموش تھے۔ساتھ نہیں لے گئے۔جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور برات کا آسمانی پیغام لاتے ہیں کہ حضرت عائشہ پاک ہیں۔حضورؐ نے یہ پیغام سب کو سنایا۔سب کے چہرے کھل اٹھے۔حضرت عائشہؓ کی والدہ نے حضرت عائشہؓ کو کہا اٹھو حضورؐ کو سلام کرو۔تو معلوم ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کیا کہا۔ میں آپ کے پاس خود نہ جاؤں گی۔(شائد مقصد یہ ہو کہ وہ ہاتھ تھام کے لے جائیں) انہوں نے تو مجھے آلودہ سمجھ لیا تھا۔اب تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بری کر دیا ہے! سوچئے ذرا۔

حضرت عائشہؓ کے الفاظ میں خود نہ جاؤں گی۔کس بنا پر کہے گئے۔اس کا منشاء وہی ناز ونخرہ تھا۔جو بیبیوں کو اپنے شوہروں پر دوستی کی بنا پر ہوتا ہے۔اور واضح رہا کہ شریعت نے ایسے ناز ونخرہ کو جو بیویاں اپنے شوہر سے کرتی ہیں کبھی مواخذہ نہیں کرنے کا حکم دیا۔اگر ایسا ہوتا تو حضرت عائشہؓ کے ان الفاظ پر حضرت جبرئیل فوراً آجاتے اور کہتے خبردار! رسول کو ایسا نہ کہو۔وہ معاملہ رسول اور امتی کا نہ تھا۔وہ معاملہ ایک بیوی اور ایک میاں کا تھا۔اس طرح بیوی کا حق ہے کہ ناز ونخرہ شوہر سے کر سکتی ہے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو ضرور کوئی قرآنی آیت اس واقع کی تنبیہ میں ضرور آتی اور حضورؐ ضرور اس بات پر ناگواری محسوس کرتے۔

اللہ سے ڈرنے والی بیویاں:

اسلامی فتوحات کا دور شروع ہو رہا تھا۔مال وزر۔لونڈیاں مدینہ میں مال غنیمت بن کر پہنچ رہا تھا۔آپ کی بیویوں نے متعدد بار درخواست کی ان کو خرچ کی بہت کمی ہے پہلے تو وسیلہ کم تھا، مگر اب ہم دیکھ رہی ہیں کہ مدینہ میں غربت ختم ہو رہی ہے۔اجناس اور سامان خورد نوش کی ریل پیل ہے۔ہمیں خرچ کی بہت تنگی ہے۔کئی کئی وقت کھانے کو کچھ نہیں ہوتا۔مگر حضور سرور کائناتؐ نے سوکھی کھجور کھا کر اس تنگی کو گوارا کیا۔کیونکہ مال غنیمت سے لینا آپ کے مذاق نبوی کے خلاف تھا۔متعدد بار ازواج نے ہر طرح کاوش کی کہ انہیں مالی سہولت مل جائے۔حضورﷺ ایسے حالات میں فکرمند بھی رہے مگر تنگدستی کو فراخ دستی میں بدلنے کے لئے مال غنیمت سے کسی بہانے سے مال قبول نہ کیا۔اسی تنگ حالی کے وقت یہ آیت نازل ہوئی۔یا ایھا النبی قل لا ازواجک .... اجراً عظیما (الاحزاب ۲۹۔۲۸)

ترجمہ: ''اے نبیؐ! اپنی ازواج سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیا چاہتی ہو (تو اس صورت میں میرے پاس نہیں رہ سکتی) آؤ میں تمہیں مال متاع دنیا دے کر خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی طلبگار ہو تو صبر وشکر کے ساتھ (تنگی کی حالت میں گزارا کرو) اور نیک اعمال میں سعی کرتی رہو۔اللہ تعالیٰ نے نیک کام کرنے والوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

حضور اکرمﷺ نے سب سے پہلے یہ آیت حضرت عائشہؓ کو سنائی اور فرمایا کہ تم ابھی چھوٹی ہو (اس وقت ان کی عمر سولہ سترہ سال کی ہوگی) تم جواب نہ دینا اپنے ماں باپ سے ذکر کرو۔جواب دینے میں انہیں بھی جلدی نہیں

کر نے دینا۔ خوب سوچ سمجھ لینا' مگر معلوم ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کیا فرمایا۔ میں اس کا ذکر ماں باپ سے کیوں کروں! میں نے سوچ سمجھ پہلے ہی لیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو اختیار کرلیا۔ حضور ﷺ نے یہ جواب سنا اور سن کر بہت مسرور ہوئے۔

ایک اور واقعہ ضرور سن لیں کہ بیویوں کے ساتھ اس التفات نظر کی حالت آپ نے پڑھ لیں۔ انہی دنوں جب یہ سب ہو رہا تھا آپ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کے لئے بھی یہ گوارا نہ کیا۔ چنانچہ ایک جہاد مین ایک مرتبہ بہت سے غلام اور کنیزیں قیدی بن کر مدینہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں میں تقسیم کئے۔ آپؐ کی بیٹی فاطمہؓ کو معلوم ہوا۔ آپؓ کے ہاتھ چکی پیس پیس کر' اور کپڑے دھو دھو کر' پانی بھرتے بھرتے' خراب ہوگئے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے سوچا کہ ابا جان ﷺ کے پاس جا کر ہاتھ دکھاؤں اور عرض کروں۔ اب مجھے ایک باندی دے دیں۔ بیٹی اپنے پیارے باپؐ کے پاس جاتی ہے' درخواست پیش کرتی ہے' ہاتھ دکھاتی ہے مگر حضور اکرم ﷺ نے معلوم ہے کیا فرمایا!

فاطمہ بیٹی میں تمہیں باندی سے اچھی ایک چیز دوں۔ تم رات کو سونے سے پہلے ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمدللہ' اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اس کا اجر اللہ کے ہاں باندی سے بہتر ملے گا۔ مقابلہ کریئے آج کا کوئی نیک سے نیک' پنج وقتہ نمازی' تہجد گزار شخص بھی اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے اس قسم کا سلوک کرسکتا ہے۔

آج کل کی عورتیں:

عورتیں ان باتوں کو نہیں پڑھتیں' نہیں سمجھتیں۔ مگر یہ نہیں جانتیں کہ ملک اور قوم کی بقاء کیا ان کے بغیر ناممکن ہے۔ جو مردوں کے ساتھ جلسے جلوسوں میں شریک ہوتی ہیں۔ اسمبلیوں میں بیٹھ کر ملک اور قوم کے واری صدقہ ہوتی ہیں۔ سولہ سنگھار کر کے مردوں کے ہم بغل نشستوں پر مساوات کے لئے بے چین روح کی طرح تڑپتی رہتی ہیں۔ نہ جانے انکے ساتھ آخرت میں کیا سلوک ہوگا۔ ہزاروں نگاہیں جوان کی جانب ان کے رنگ و روپ دیکھنے کو اٹھتی ہیں ان کا گناہ بھی ان ہی کے سر ہے۔ انہوں نے تو قرآن بھی نہیں پڑھا نہیں تو یہ ضرور پڑھتیں۔ اب پڑھ لیں ہم سناتے ہیں:

''اے نبی کی بیبیوں' تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ کرو تو (نامحرم شخص سے بات کرنے کی) جب ضرورت پڑے ان سے نزاکت سے مت بولا کرو' ایسے شخص کو طبعاً فاسد خیالات آتے ہیں۔ تم لوگ اپنے گھروں میں قرار سے بیٹھی رہو۔ زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح مت پھرا کرو۔ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ دیا کرو'' (الاحزاب ۳۳۔۳۲)

عورتیں یہ پڑھ کر کہیں گی کہ یہ تو ازواج مطہرات کو ہدایت تھی۔ ارے بدبختو! جب ہدایت واقعی ان کیلئے تھی اور تم تو ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں۔ تو پڑھ لو تمہارے لئے کیا فرمایا ہے قرآن نے:

''اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ (النور۔۳۱)

(بقیہ صفحہ 13 پر)